حکمت کے موتی

مدرّس: پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ سَعِیْدِ الطَّائِیِّ اَبِی الْبَخْتَرِیِّ اَنَّہٗ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ کَبْشَۃَ الْاَنْمَارِیُّ ﷺ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((ثَلَاثَۃٌ اُقْسِمُ عَلَیْھِنَّ وَاُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا فَاحْفَظُوْہُ ' قَالَ: مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَۃٍ وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلَمَۃً فَصَبَرَ عَلَیْھَا اِلَّا زَادَہُ اللّٰہُ عِزًّا وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْاَلَۃٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ بَابَ فَقْرٍ ' وَاُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا فَاحْفَظُوْہُ ' قَالَ: اِنَّمَا الدُّنْیَا لِاَرْبَعَۃِ نَفَرٍ ' عَبْدٍ رَزَقَہُ اللّٰہُ مَالًا وَعِلْمًا فَھُوَ یَتَّقِیْ فِیْہِ رَبَّہٗ وَیَصِلُ فِیْہِ رَحِمَہٗ وَیَعْلَمُ لِلّٰہِ فِیْہِ حَقًّا فَھٰذَا بِاَفْضَلِ الْمَنَازِلِ ' وَعَبْدٍ رَزَقَہُ اللّٰہُ عِلْمًا وَلَمْ یَرْزُقْہُ مَالًا فَھُوَ صَادِقُ النِّیَّۃِ ' یَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ ' فَھُوَ بِنِیَّتِہٖ فَاَجْرُھُمَا سَوَاءٌ ' وَعَبْدٍ رَزَقَہُ اللّٰہُ مَالًا وَلَمْ یَرْزُقْہُ عِلْمًا فَھُوَ یَخْبِطُ فِیْ مَالِہٖ بِغَیْرِ عِلْمٍ لَا یَتَّقِیْ فِیْہِ رَبَّہٗ وَلَا یَصِلُ فِیْہِ رَحِمَہٗ وَلَا یَعْلَمُ لِلّٰہِ فِیْہِ حَقًّا فَھٰذَا بِاَخْبَثِ الْمَنَازِلِ ' وَعَبْدٍ لَمْ یَرْزُقْہُ اللّٰہُ مَالًا وَلَا عِلْمًا فَھُوَ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَعَمِلْتُ فِیْہِ بِعَمَلِ فُلَانٍ ' فَھُوَ بِنِیَّتِہٖ فَوِزْرُھُمَا سَوَاءٌ)) (رواہ الترمذی)

جناب ابو البختری سعید الطائی سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوکبشہ انماری ﷺ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''تین باتیں ہیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں اور (ان کے علاوہ) ایک اور بات ہے جس کو میں تم سے بیان کرنا چاہتا ہوں' پس تم اس کو یاد کرلو! (جن تین باتوں پر میں قسم کھاتا ہوں' ان میں ایک تو یہ ہے کہ) کسی بندہ کا مال صدقہ کی وجہ سے کم نہیں ہوتا۔ اور (دوسری بات یہ ہے کہ) نہیں ظلم کیا جائے گا کسی بندہ پر ایسا ظلم جس پر وہ مظلوم بندہ صبر کرے' مگر اللہ تعالیٰ اس کے عوض بڑھا دے گا اُس کی عزت۔ اور (تیسری بات یہ ہے کہ) نہیں کھولے گا کوئی بندہ سوال کا دروازہ' مگر اللہ کھول دے گا اس پر فقر کا دروازہ۔ (اس کے بعد آپؐ نے فرمایا:) جو بات میں (ان کے علاوہ) تم سے بیان کرنا چاہتا تھا' جس کو تمہیں یاد کر لینا اور یاد رکھنا چاہیے' وہ یہ ہے کہ دنیا چار قسم کے آدمیوں کے لیے ہے۔ ایک وہ بندے جن کو اللہ نے مال اور (صحیح طریق زندگی کا) علم بھی دیا ہے' پس وہ اس مال کے صرف واستعمال میں اللہ سے ڈرتے ہیں' اور اس کے ذریعہ صلہ رحمی کرتے ہیں' اور جانتے ہیں کہ اس میں اللہ کا بھی حق ہے۔ پس ایسے بندے سب سے اعلیٰ وافضل مرتبہ پر فائز ہیں۔ اور (دوسری قسم کے) وہ بندے ہیں جن کو اللہ نے صحیح علم (اور صحیح جذبہ) تو عطا فرمایا ہے' لیکن ان کو مال نہیں دیا' پس ان

کی نیت صحیح اور سچی ہے' اور وہ زبان سے کہتے ہیں کہ ہمیں مال مل جائے تو ہم بھی فلاں (نیک بندے) کی طرح اس کو کام میں لائیں اور یہی ان کی نیت بھی ہے' پس ان دونوں کا اجر برابر ہے۔ اور (تیسری قسم کے) وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے مال دیا' اور اس کے صرف واستعمال کا صحیح علم (اور صحیح جذبہ) نہیں دیا' پس وہ نادانی کے ساتھ اور خدا سے بے خوف ہو کر اس مال کو اندھا دھند غلط راہوں پر خرچ کرتے ہیں' اس کے ذریعہ صلہ رحمی نہیں کرتے اور یہ بھی نہیں جانتے کہ اس (مال) میں اللہ کا بھی کوئی حق ہے۔ پس یہ لوگ سب سے برے مقام پر ہیں۔ اور (چوتھی قسم کے) وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے مال بھی نہیں دیا اور صحیح علم (اور صحیح جذبہ) بھی نہیں دیا' پس ان کا حال یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہمیں مال مل جائے تو ہم بھی فلاں (عیاش اور فضول خرچ شخص کی طرح اور اسی کے طریقے پر) صرف کریں اور یہی ان کی نیت ہے پس ان دونوں گروہوں کا گناہ برابر ہے۔''

قرآن مجید بنی نوعِ انسان کے لیے سرچشمۂ ہدایت ہے اور احادیث رسولؐ اس سرچشمۂ ہدایت کی روشنی میں زندگی گزارنے کا انداز بتاتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے قرآنی تعلیمات کے مطابق اس طرح زندگی گزاری کہ آپؐ مجسّم قرآن قرار پائے۔ آپؐ کا اندازِ زیست اس قدر معیاری تھا کہ خالق کائنات نے آپؐ کی زندگی کو انسانوں کے لیے اُسوۂ حسنہ یعنی مثالی کردار قرار دیا۔

اس حدیث کو بیان کرنے والے صحابی حضرت ابوکبشہ ؓ رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی باتیں بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے تین باتیں قسم کھا کر ارشاد فرمائیں۔ آپؐ تو ایسے سچے اور امانت دار تھے کہ کافر بھی آپ کو صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے۔ آپؐ نے جو بات قسم کھائے بغیر کہی ہے وہ بھی سچی اور ہر قسم کے شک وشبہ سے بالا ہے۔ تو یہاں قسم کھا کر بات کرنے کا مقصد ان باتوں کی اہمیت بتانا ہے۔ نیز مخاطبین کو متوجہ کرنا ہے تاکہ وہ اس اہم بات کو ہمہ تن گوش ہو کر سنیں۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ تینوں باتیں جو آپؐ نے قسم کھا کر کہی ہیں' وہ ظاہر بین نگاہ اور سرسری مشاہدے کے خلاف دکھائی دیتی ہیں' تو ان کو اس انداز میں بیان کر کے آپؐ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ان باتوں کے باطنی پہلو کی طرف نگاہ کر کے ان سے وابستہ اچھے نتائج یقینی سمجھے جائیں اور ان حقیقتوں پر ایمان لایا جائے۔

ان تین باتوں میں سے پہلی بات آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمائی کہ کسی بندے کا مال صدقہ اور خیرات کی وجہ سے کم نہیں ہوتا۔ اللہ کے دیے ہوئے مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا نعمت مال پر شکر ادا کرنا ہے۔ اور بالفاظِ قرآن ﴿لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ﴾ (النساء) ''اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں ضرور زیادہ دوں گا''۔ یعنی فی سبیل اللہ مال خرچ کرنے سے مال میں کمی نہیں بلکہ اضافہ ہوتا ہے۔ یہ شیطان کا حربہ ہے کہ وہ انسان کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے روکتا ہے اور یہ وسوسہ ذہن میں ڈالتا ہے کہ اپنی جمع شدہ رقم میں سے اگر خرچ کرو گے تو جمع پونجی میں کمی آ جائے گی۔ شیطان کے اس وسوسے کو قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے: ﴿اَلشَّيۡطٰنُ يَعِدُكُمُ الۡفَقۡرَ﴾ (البقرۃ) ''شیطان تمہیں محتاجی سے ڈراتا ہے''۔ یعنی مال خرچ کر دو گے تو نادار ومحتاج ہو جاؤ گے' مگر اللہ فی سبیل اللہ خرچ کرنے والوں کو مغفرت اور مزید عطا کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ ظاہر ہے شیطان کا

وعدہ سراسر جھوٹ ہے' جبکہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ تجربہ بھی یہ بتاتا ہے کہ اللہ کے نام پر بے دریغ خرچ کرنے والا سخی کبھی افلاس کا شکار نہیں ہوتا' بلکہ جوں جوں وہ اللہ کی رضا کے لیے خرچ کرتا ہے توں توں اُس کے مال میں برکت آتی جاتی ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی مثال کنویں کی ہے کہ اس میں سے جتنا بھی پانی نکالو اس کا پانی کم نہیں ہوتا۔ صدقہ بلا اور مصیبت کو ٹالتا ہے۔ سخی جس ضرورت مند کی ضرورت پوری کرتا ہے وہ خوش ہو کر اسے دعائیں دیتا ہے جو سخی کے حق میں خیر و برکت کا باعث بنتی ہیں۔ یہ تو ہے دنیا کا معاملہ۔ یہ صدقہ و خیرات آخرت کا توشہ بنتا جاتا ہے اور اجر و ثواب کی صورت میں گناہوں کی بخشش اور درجات کی بلندی کا ذریعہ بن جائے گا۔ داناؤں کا کہنا ہے کہ کبھی اپنی آمدنی کے کم ہونے کا عذر نہیں کرنا چاہیے۔ اگر آمدنی تھوڑی ہے تو اس میں سے تھوڑی سی رقم صدقہ کر دینی چاہیے۔ اس امید پر صدقہ نہیں روکنا چاہیے کہ جب مال زیادہ ملے گا تو خرچ کریں گے' یہ ایسا فریب ہے کہ انسان کو بخیل بنا کر چھوڑتا ہے۔

دوسری بات جو آپ ﷺ نے قسم کھا کر فرمائی وہ یہ ہے کہ اگر مظلوم بندہ ظلم پر صبر کا رویہ اختیار کرے گا تو اللہ اس کی عزت بڑھائے گا۔ مظلوم کے لیے صبر کرنا ایک مشکل گھاٹی ہے جس کا عبور کرنا آسان نہیں۔ مظلوم تو چاہتا ہے کہ اس کا بس چلے تو ظالم کو دگنا مزا چکھائے' اگر وہ اللہ کی رضا کے لیے صبر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اجر کا طالب رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں بھی عزت سے نوازتا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ کفارِ مکہ نے مسلمانوں پر کس قدر ظلم ڈھائے' ان کا مکہ میں رہنا دوبھر کر دیا اور وہ عزیز و اقارب' مال و زر اور زمین اور مکان چھوڑ کر مدینہ منورہ ہجرت کر گئے۔ یہی مکہ کے مسلمان جب کفار کے ظلم پر صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے مدینہ پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ان مظلوم مسلمانوں کو پہلے سے بہتر دنیوی ساز و سامان' عزت اور غلبہ دیا اور آخرت کا بے پایاں اجر بھی ان کے حق میں محفوظ ہو گیا۔

تیسری بات جو رسول اللہ ﷺ نے قسم کھا کر فرمائی وہ یہ ہے کہ جو بندہ سوال کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا دروازہ کھول دیتا ہے' یعنی جو شخص اپنی حاجات کے لیے بندوں کا سوالی بن جائے وہ کبھی سیر نہیں ہو گا بلکہ ناداری' غربت و افلاس اس کا مقدر بن جائے گی۔ مانگنا بہت برا نشہ ہے اور جو ایک بار اس میں گرفتار ہو گیا وہ کبھی اس سے جان نہیں چھڑا سکتا۔ بھیک مانگنے والے بھیک کے ذریعے جتنا بھی کما لیں وہ نادار ہی رہیں گے۔ یہ اس تصویر کا دوسرا رخ ہے کہ جس طرح فی سبیل اللہ خرچ کرنے والے کا مال کم نہیں ہوتا اسی طرح دوسروں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے والا کبھی سیر نہیں ہوتا۔ ایک سوال کرنے والے کو آپ ﷺ نے کلہاڑی میں خود اپنے ہاتھ سے لکڑی کا دستہ ڈال کر دیا اور فرمایا کہ جاؤ لکڑیاں کاٹ کر لاؤ اور بازار میں بیچ کر روزی کماؤ۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی غربت دور کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''جب تو کوئی چیز مانگنا چاہے تو بس اللہ سے مانگ اور جب کسی ضرورت اور مہم میں تجھے مدد درکار ہو تو اللہ ہی سے امداد اور اعانت طلب کر۔'' (مسند احمد۔ جامع ترمذی)۔ پس معلوم ہوا کہ اپنی ضرورتوں کے لیے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا تنگدستی کا علاج نہیں' اس طرح تو محتاجی اور بڑھے گی۔ احتیاج کو دور کرنے کے لیے ہاتھوں کی محنت اور اللہ تعالیٰ سے طلب و دعا ہی صحیح طریقہ ہے۔ جس

طرح عبادت اکیلے خدا کی ہے اُسی طرح استعانت بھی صرف اسی سے ہے۔ سچ ہے جو مالک کا در چھوڑ کر دوسروں سے مانگتا ہے ذلّت اور رسوائی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

ان تین باتوں کے بیان کرنے کے بعد آپ ﷺ نے جو بات فرمائی اس کے متعلق بھی آپؐ نے تاکید کا انداز اختیار کیا اور فرمایا: اس بات کو تمہیں یاد کر لینا اور یاد رکھنا چاہیے کہ دنیا میں چار قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ ہیں جن کو اللہ نے مال دیا اور ساتھ اس کو خرچ کرنے کا سلیقہ بھی دیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے دیے ہوئے مال کو اس کی رضا کے کاموں میں خرچ کرتے ہیں' زکوٰۃ ادا کرتے ہیں' اپنی ضروریات پر خرچ کرنے کے علاوہ صلہ رحمی بھی کرتے ہیں' مجبوروں اور ضرورت مندوں کی مدد بھی کرتے ہیں' اس طرح وہ مال خرچ کر کے عاقبت کا سامان تیار کرتے ہیں۔ پس یہ وہ لوگ ہیں جو سب سے اعلیٰ و افضل درجے پر ہیں۔ دوسری قسم کے وہ بندے ہیں جن کو اللہ نے صحیح علم' اچھا جذبہ اور سلیقہ اور سمجھ داری تو عطا کی ہے لیکن ان کو مال نہیں دیا۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ وہ خلوصِ دل سے چاہتے ہیں کہ انہیں بھی مال ملے تو وہ فلاں دولت مند سخی کی طرح اللہ کی خوشنودی میں مال خرچ کریں گے' اپنے نادار رشتہ داروں کی مدد کریں گے' زکوٰۃ ادا کریں گے' حج کریں گے اور مخلوقِ خدا کے مفاد میں رقم خرچ کریں گے۔ تو ایسے لوگوں کا اجر نیک ارادے اور حسنِ نیت کی وجہ سے ان لوگوں کے اجر وثواب کے برابر ہوگا جن کو مال ملا ہے اور وہ اس کو صحیح مصارف پر خرچ کر رہے ہیں۔

تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے مال دیا ہے مگر اس کے استعمال کا صحیح علم اور سلیقہ نہیں دیا۔ وہ اللہ کی دی ہوئی دولت کو عیش وعشرت' نمود ونمائش اور طرب ونشاط میں خرچ کر رہے ہیں۔ وہ مال ودولت سے رضائے الٰہی والے کام کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے کام کر رہے ہیں۔ انہیں نہ غریب اور نادار رشتہ داروں کا خیال ہے اور نہ اردگرد بسنے والے ضرورت مندوں کا۔ جب روزِ محشر ان سے دولت کے بارے میں سوال ہوگا تو وہ ناکام ٹھہریں گے اور ان کا انجام برا ہوگا۔

چوتھی قسم ان لوگوں کی ہے جن کو اللہ نے نہ تو مال دیا ہے اور نہ ہی صحیح علم اور نیک جذبہ۔ ان کا حال یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہمیں مال مل جائے تو ہم بھی فلاں شخص جو مال ودولت نامعقول کاموں اور لہو ولعب میں خرچ کر رہا ہے کی طرح عیش کریں گے' فضول خرچی کریں گے۔ بس ان کا یہی پختہ ارادہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں گروہوں کا گناہ برابر ہے۔ یعنی اس آخری قسم کے لوگوں کو بھی وہی گناہ ملے گا جو تیسری قسم والوں کو ملا۔ گویا یہ چوتھی قسم کے آدمی مال ودولت سے محروم ہونے اور ناجائز جگہوں پر مال خرچ کیے بغیر ہی گناہگار ہو رہے ہیں۔ اگرچہ برائی کے ارادے پر تو گناہ نہیں لکھا جاتا جب تک کہ اس برائی کا ارتکاب نہ کر لیا جائے' مگر یہاں ارادے پر بھی گناہ مل رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے لوگ وسائل کے بغیر ہی برائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے علم کامل سے جانتا ہے کہ ان لوگوں کو اگر وسائل مہیا ہو جائیں تو یہ اپنا برا ارادہ ضرور پورا کریں گے اور گناہ کے کاموں میں پیسہ اڑائیں گے۔ اللہ تعالیٰ علیم بذات الصدور ہے' لہٰذا ان کا انجام بھی تیسری قسم کے لوگوں جیسا ہی ہوگا۔ ○○